What is saving Faith?

کیوں کہ اگر ہم جسم میں چلتے ہیں تو ہم جسم کے طور پر لڑتے بھی ہیں۔ اِس لئے کہ ہماری لڑائی کے ہتھیار جسمانی ہیں۔ بلکہ ہم خدا کی طرف سے قادر ہیں کہ قلعوں کو ڈھادیں۔ ہم تصوروں کو ڈھادیتے ہیں۔ بلکہ اِک بھلائی کو جو خدا کی پہچان ہیں۔ اِس لئے کہ ہماری لڑائی کے ہتھیار جسمانی ہیں۔ بلکہ خدا کی طرف سے قادر ہیں۔ تو ہم ہر ایک دھن کو قید کر کے مسیح کے تابع بنادیتے ہیں۔ ہم تیار ہیں کہ جب آپ کی فرمانبرداری پوری ہو تو ہم ہر طرح کی فرمانبرداری کا بدلہ لیں۔

نمبر 3۔ حق تصنیف 20003 جان ڈبلیو روبنز پوسٹ آفس بکس نمبر 68 یونیکوئی

ٹینیسی 37692۔ جوری فروری 1983

ای میل: tjtriniyfound@oal.com

ویب سائٹ: www.trinityfoundation.com

ٹیلی فون: 4237430199۔ فیکس۔ 4237432005

ایمان کی حفاظت کیا ہے؟

گورڈن ایچ کلارک

مُدون کی یادداشت:

اصلاحی گرجا گھروں میں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یسوع مسیح کے پیغام کی نظر اندازی نے بہت سے انداز اپنائے ہیں۔ کچھ اِس بات کی تردید کرتے ہیں کہ مسیح نے اپنے لوگوں کیلئے کچھ بھی حاصل کیا ہے۔ کیونکہ وہ متضاد الفاظ میں کہتے ہیں۔ کہ خدا اپنی مخلوق کے ساتھ معیار اور انصاف کے معاملے پر بات نہیں کرتا بلکہ صرف رحمت جو حاصل کی جاتی ہے۔

کچھ ایماندار وں کیلئے مسیح کے حق کے دعویٰ کی تردید کرتے ہوئے دعویٰ کہ قانونی قصہ قرار دیتے ہیں۔ ایک نئے نامی گرامی تناظری مصور این ٹی رائٹ نے حق کے دعویٰ کی تردید کی ہے اور مسیح کے حق کے دعویٰ کے نوشتہ کا معمولی بات سے موازنہ کیا ہے۔

کچھ کا خیال ہے اکیلا ایمان ہی کافی نہیں ہے بندے کو بخشے جانے اور نیک رہنے کیلئے لازماً محنت (فرمانبرداری، ایمانداری دکھانی) پڑتی ہے۔ انہوں نے جیمز کے اختیارات کے بارے میں اعتراض کیا ہے۔ متضاد پولوس کے الفاظ کی نقل کرتے ہوئے اور اُس کے کاموں کو مذہب کیلئے موزوں بنایا۔ کچھ کا کہنا ہے ایمان ہی سب کچھ ہے لیکن ایمان جو ضروری ہے وہ ایک فرمانبردار ایمان، عمل کے ساتھ ایمان اِس لئے عمل کے بغیر ایمان کو بخشا نہیں جاسکتا وہ اِسے متضاد انجیل کہتے ہیں۔

کچھ تردید کرتے ہیں کہ مسیحی ایمان معرفت کا دعویٰ ہے بلکہ یہ ایک عہد کے لوگوں میں ایک ذاتی میلاپ ،یا ایک ذاتی تعلق داری یا حصہ داری ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جو سمجھتے ہیں کہ ہم معرفت کی بدولت محفوظ رہیں گے جیسے کہ پطرس ہی وہ ناستک ہیں۔

اِن میں سے ایک بدذات نے ایک کتاب شائع کی ہے جس میں اُس نے "مسیحت کو ناستک" لکھا ہے۔ ڈگلس ویلسن کے رسالے کریڈا ایجنڈا (اور منظوری کیلئے) ایک اشتہار سے حوالہ دیا ہے "انجیل نے کبھی مسیحت کو نہیں لکھا۔ یہ مسیحت کی تبلیغ نہیں کرتی نہ ہی یہ مسیحت کی تبلیغ کرنے کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔ نہ ہی پولوس نے اور نہ ہی کسی اور نبی نے مسیحت کی تبلیغ کی ہے۔ بائبل مسیحیوں اور گرجا گھروں کے بارے میں بولتی ہے لیکن مسیحت ناستک ہے ہم لازماً مسیحت کے خلاف کھڑا ہونا چاہیئے۔ اِس کتاب کا مصنف پیٹر لیتھارٹ ماسکو اداھو میں یو سینٹ انڈریوز کالج میں "دینیات اور

ادب کا ایک اعلیٰ رکن ہے۔ اُس کا آقا (اعلیٰ افسر) ڈگلس ویلسن ہے جو چال بازی سے تدبیر کردہ بہت سی منظوم داستانوں کا مؤجد ہے۔ لیتھارٹ پریس بٹیرین جرچ امریکہ کا ایک مخصوص پادری ہے۔

جو مسیحت اور یسوع مسیح کے پیغام کو نشانہ بنا رہے ہیں وہ انجیل سے رجوع کرنے میں پوری طرح ناکام ہو چکے ہیں کہ دیکھیں کہ ایمان کیا ہے اور کیا کرتا ہے۔ لیکن ایک ماہرِ دینیات گارڈن اتچ کلارک موجود ہے۔ ۳۰ سال سے زائد عرصہ پہلے کلارک نے ایمان کے متعلق انجیل کے کئی سو پیرون کا مشاہدہ کیا اور حاصل کردہ معلومات کو دو معنی خیز کتابوں فیتھ اور سیونگ فیتھ اور جوہانائن کلام میں شائع کیا۔ تین دہویوں سے کافی جعلی مفکر اور ماہرِ دینیات جو اب مسیحی مفکر سمجھے جاتے ہیں کلارک کے کام سے لاعلم رہے۔ کلارک کی تفسیر نے دکھایا جو انہوں نے دینیات کو اپنی کتابوں اور سکولوں میں منظوم رومانوی داستانیں بنا چکے ہیں۔

اِس تثلیثی جائزے میں ہم اپنی نئی اشاعت ''دی جوہانائن لوگوز'' کے عنوان ''واٹ از سیونگ فیتھ؟'' کا خلاصہ شائع کر رہے ہیں۔ نئی اشاعت ڈاکٹر کلارک کے معنی خیز کاموں کی دونوں تحریروں ''فیتھ اور سیونگ فیتھ'' اور ''جوہانائن لوگوز'' کو مکمل طور پر ایک مجموعے میں اکٹھا کرتی ہے۔

مہربانی کرکے اِن خلاصوں (اور مکمل کتاب) کو غور سے پڑھیں کیونکہ کسی اور شارح نے مشاہدہ کرنے یا تفسیر کرنے کی زحمت نہیں اٹھائی کہ انجیل ایمان کی اصل اور مقصد کے بارے میں کیا کہتی ہے۔

شخصیات اور بیانات:

باب اول میں لفظ ''کلام'' کی واضح اہمیت انجیل کے بقایا حصوں پر غور و فکر کرنے پر زور دیتی ہے۔ ایک اور بھی ایسا لفظ ہے جس کا اِس کے ساتھ موازنہ کیا جانا چاہیئے۔ رہیما (واحد۔ اگرچہ یوحنا میں یہ واحد حالت میں موجود نہیں) اور رہیماتا (جمع) جن کا مطلب ہے لفظ اور الفاظ۔ عام بولے جانے والے الفاظ ہیں۔ اِسی لئے کوئی بھی کہہ سکتا ہے کیا یہ دو کلمات لوگو اور رہیما معنی میں ایک جیسے ہیں، معنی میں موازنہ کرتے ہیں یا کسی بھی طرح تعلق رکھتے ہیں؟

علمِ اشتقاق سے شروع کریں تو پہلے بیان کردہ ''رہیم'' کی ایک جیسی جڑ ہے جیسی لاطینی لفظ وربم اور انگریزی لفظ ایرو کی ہے مطلب کہنا، بولنا یا بتانا۔ یہ نئے عہد نامے میں ساٹھ بار موجود ہے۔ کلام کی جڑ کلمات ہے جس کا مطلب ہے کہنا، بولنا یا بتانا۔ یہ بارہ سو سے زیادہ بار موجود ہے۔ اگرچہ دونوں کی جڑ معنوں میں ایک جیسی ہے لیکن پھر بھی کچھ جدید ماہرِ دینیات رہیماتا اور کلام کا موازنہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس معاملے کی تفتیش یوحنا میں موجود ہر لفظ کی مثالوں کی فہرست سے بہتر طور پر شروع ہو سکتی ہے۔ کلام کی فہرست پہلے آتی ہے۔

ا بد قسمتی سے کلارک سے پہلے کسی شارح نے یوحنا کی انجیل پر یہ مشاہدہ کرنے کی زحمت نہیں اٹھائی۔ اُنہوں نے باب اول میں موجود کلام کے تصور کو یوحنا ہی اور روح القدس دونوں کی تعلیمات کے مطابق انجیل کا بہترین تعارف سمجھنے کی بجائے ایسے استعمال کیا جیسے یہ یوحنا کی انجیل سے تعلق نہ رکھتا ہو مُدون۔

کلام کے کلمے کی مثالوں کی ایک قسم سارے مقدس یوحنا میں ایک واضح مقدار ہے اور مثالوں سے اِس کی تعریف کرتی ہے۔ یہ یقینی بناتی ہے کہ کلام کا مطلب ایک جملہ، ایک تناسب، ایک فہرست ایک ذہنی سوچ کی چیز ہے۔ یہ ان بیانات کا حوال دیتی ہے جن سے وہ واضح ہوتے ہیں۔ پہلا ایسا اشارہ مقدس یوحنا ۲:۲ میں ہے۔ اپنی خدمت کے آغاز میں قلعے کو صاف کرنے کے بعد اور یہودی رہنماؤں کے رو برو یسوع نے کہا ''تم اس قلعے کو گرا دو اور میں تین دن میں اِسے بنا دوں گا'' قدرتی طور پر یہودی دم بخود تھے۔ لیکن ''جب وہ مردوں میں سے زندہ ہوا تو شاگردوں نے اِسے یاد کیا کہ اُس نے یہ کہا تھا اور وہ انجیل اور لفظ (کلام) پر ایمان لائے کہ یسوع نے یہ کہا تھا'' لفظ کلام یقیناً جملہ تھا، ''اِس قلعے کو تباہ کر دو اور میں

تین دن میں اسے بنا دوں گا''۔ یہ جملہ ''اِس'' ہے جو شاگردوں نے یاد کیا؛ یہ ''یہ'' ہے جو یسوع نے کہا۔ اِس طرح لوگو یہ جملہ ہے۔

اِس طرح کا ایک اور معاملہ مقدس یوحنا ۴:۳۷ میں موجود ہے: ''اِس میں یہ مثل (کلام) صادق آتی ہے کہ ایک بوتا ہے اور دوسرا کاٹتا ہے''۔ مثل یا کہا کلام ہے۔ یہ سچائی کیلئے بیان کی جاتی ہے۔ اور وہ چیز جو سچ ہو سکتی ہے صرف تجاویز اور بیانی جملہ ہے۔ دو آیات نیچے اگلا کلام ہے: ''اور اُس شہر کے بہت سے سامری اُس عورت کے کہنے سے جس نے گواہی دی کہ اُس نے میرے سب کام مجھے بتا دیئے ہیں۔ اُس پر ایمان لائے''۔ کلام یقینی طور پر جملہ ہے ''اُس نے میرے سب کام مجھے بتا دیئے''۔ دو آیات اور نیچے ''اور اُس کے کلام کے سبب سے اور بھی بہت سے ایمان لائے۔ یہاں مقدس یوحنا ۴:۴۱ کی تبلیغ یا گواہی میں کلام کیلئے اچھا ترجمہ ہے۔ اصل الفاظ پیش نہیں کئے جاتے بلکہ آیت یسوع کی سامریوں کے ساتھ دو دن کی بات چیت اور تبلیغ کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ پھر اسی باب میں سامریوں کے متعلق مزید نہیں ہے۔ مقدس یوحنا ۴:۵۰ ہمیں بتاتا ہے یہ ایک نیک آدمی جو یسوع کے پاس آیا اور درخواست کی کہ اُس کے بیٹے کو شفا بخشے ''اُن الفاظ پر ایمان لایا جو یسوع نے اُس سے کہے''۔ کلام تھا ''تیرا بیٹا جیتا ہے''۔

باب چھٹے میں یسوع نے جنت کی روٹی پر تعلیم دی ہے۔ اُس نے اُس کا گوشت کھانے کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔ پھر ۶۰ آیت میں ''اُس کے بہت سے شاگردوں نے جب سُن چکے کہا، یہ نوشتہ (کلام) مشکل ہے؛ اِسے کون قبول کرے گا؟ یہاں کلام واحد حالت میں ہے لیکن ''ایک لفظ'' کے ترجمے کے طور پر نہیں آ سکتا۔ نہ ہی کبھی ''ایک جملے'' کے طور پر۔ یہ سارے خطبے کا حوالہ ہے۔ اور اگر کوئی اِس ترجمہ کے ناپسند کرتا ہے ''کہ یہ عقیدہ مشکل ہے'' وہ اِس کا ترجمہ کر سکتا ہے ''یہ خطبہ مشکل ہے''۔ لیکن مطلب ایک جیسا ہی ہے کیونکہ یہ ایک شعوری مواد ہے جو سامعین کی ناپسندیدگی کی وجہ ہے۔۳

مقدس یوحنا ۷:۳۶، ۴۰ ایک جیسی ہیں۔ پہلی آیت میں تحقیق (دعویٰ) لوگو ہے ''تم مجھے ڈھونڈو گے اور نہ پاؤ گے''۔ دوسری آیت میں جمع موجود ہے، ''ہجوم میں سے بعض نے یہ باتیں سُن کر کہا ''یہ آدمی سچ مُچ النبی ہے''

اِس حصے کو اشاروں یا مثالوں تک محدود کرتے ہوئے جہاں کوئی خاص جملہ یا جملے کلام کی تعریف کرتے ہیں ہم مقدس یوحنا ۱۰:۱۹ کی طرف آگے بڑھتے ہیں۔۔ یہاں یسوع نے صرف کہا تھا کہ اُس نے اپنی زندگی اکیلے گزاری ہے کوئی اُسے اُس سے لے نہیں سکتا۔ ''تب یہودیوں میں اِن باتوں (کلام) کے سبب سے پھر اختلاف ہؤا۔ یہ الفاظ سادہ زبان میں پہلی اٹھارہ آیات کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔

پُرانے عہد نامے میں بہت سی جگہوں پر کلام ایک آیت ہے۔ یوحنا ۱۲:۳۸ اشعیا ۵۳:۱ کو بیان کرتی ہے۔ یوحنا ۱۵:۲۵ زبور ۳۵:۱۹ اور زبور ۶۹:۴ کے ایک حصے کو بیان کرتی ہے۔ یوحنا ۱۸:۹ یوحنا ۶:۳۹ اور ۱۷:۱۲ کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اِس جگہ یہ پیشن گوئی پائی گئی کہ یسوع نے خود ہی بنا تھا۔ اسی طرح بنیادی طور پر یوحنا ۱۸:۳۲ میں حقیقت ہے جہاں الفاظ یوحنا ۱۸:۳۲، ۸:۲۸ اور ۱۲:۳۲ ۳۴ کی طرف اشارہ دیتے ہیں۔ وہ اصل میں بیان نہیں کئے گئے بلکہ کلام یہ دعوے ہیں۔ لفظ واحد ہے اور اِس لئے ترجمہ کر سکتے ہیں سوچ، خیال، عقیدہ۔ یا بہتر طور یہ ہے کہ الفاظ جمع حالت میں ہوں۔

آخر کار وہاں ایک پیشن گوئی بلکہ ایک نہ سمجھ پیشن گوئی موجود ہے جو شاگردوں میں پھیلی۔ یسوع کہہ چکا تھا ''اگر میں چاہوں کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے جب تک کہ میں دوبارہ آؤں تو تمہیں کیا؟'' یہ کلام ایک بات، ایک سوچ، ایک خیال تھا۔ ایک مزید اشارہ جہاں لوگوز ایک مکمل جملے کا حوالہ دیتے ہیں یوحنا ۱۵:۲۰ میں ہے ''اُس مثل (کلام) کو یاد کرو جو میں نے تمہیں کہی: کہ نوکر اپنے آقا سے بڑا نہیں ہوتا''۔

دو اور اشارے یوحنا ۱۹:۶ اور ۱۳ ہیں جہاں کلام ملو ایک واضح پیش کئے گئے جملے سے پہچانا جا سکتا ہے حالانکہ اِن معاملات میں یسوع کی بجائے پیلاطس اور فریسی شامل تھے۔ پہلی آیت میں کلام جس نے پیلاطس کو خوفزدہ کیا ''کہ اُس نے اپنے آپ کو خدا کا بیٹا بنایا'' دوسری آیت بہت سے جملوں کا حوالہ دیتی ہے۔ کنگ جیمز کا واحد حالت استعمال کرنے کا نظریہ غلط تھا۔ یہاں کلام جمع حالت میں پائے جاتے ہیں ''جب پیلاطس نے اِن

الفاظ کو سُنا۔۔۔" الفاظ یسوع کا جواب اور یہودیوں کا چلانا تھے۔

۲غلطی ! صرف پہلا صفحہ: مہربانی کر کے رہنماتا کی فہرست کیلئے کتاب کو دیکھیں۔ مدون

۳اور یہ انجیل کا شعوری حصہ ہے کہ آج کے گرجا گھروں کے آدمیوں کے درمیان نفرت پیدا کرتا ہے۔ مدون

یہاں ایک لمبی فہرست ہے جہاں کلام کے کلمے کا مطلب کسی حوالے کے ذریعے بیان کیا گیا ہے۔ یہ ہمیشہ ایک فہم تجویز ہوتی ہے۔ اِس موقع ہر کلام کے اشاروں کی فہرست شروع کرنے سے پہلے پڑھنے والا جاننا چاہے گا کہ دیئے گئے جملوں یا تجاویز اور پہلی آیت کے کلا مکے درمیان کیا رابطہ ہے۔ جس نے کائنات کو بنایا اور دنیا میں آنے والے انسانوں کو روشن خیالی عطا کی۔ مسیح کے دلائل کیسے جملے ہے؟ رابطہ یہ ہے: پہلی آیت کا کلام خدا کی حکمت ہے۔ اُس کے عبادت گزاروں نے آیا صوفیہ میں تعمیراتی فتح کے حصول کے ذریعے اس کے لئے قسطنطونیہ کے گرجا گھر میں خدا کی مقدس حکمت وقف کی۔ ہیر اکلس کی کہاوت کو لیں تو یہ حکمت ہے جو دنیا کو چلاتی ہے۔ لیکن یہ جس منصوبے پر دنیا بنائی گئی تھی چلتی ہے۔ تمام مخلوقات اور اس کے اعمال پر خدائی حکومت ایک منطقی سمت پر مبنی ہے۔ خدا لا پرواہی سے کام نہیں کرتا۔ وہ منطقی طور پر عمل کرتا ہے۔ اِسی طرح کی کچھ حکمت پچھلی فہرست کی تجاویز میں ظاہر ہوئی ہے۔ وہ مسیح کی سوچ ہیں۔ یہ مسیح کی اصل سوچ ہیں۔ اِن میں ہم خدا کی پاک حکمت کو اپناتے ہیں۔ اِس لئے تلمیح کی گئی تجاویز اور مسیح کے درمیان زیادہ فرق نہیں۔ یہ روحانی خیالات جیسا کہ لسانیت اور اس نے جسے کلام کہتے ہیں تجزیہ کیا ہے خدا کی سوچ ہیں۔ اِن خیالات میں سے چند ہمیں یوحنا کے الفاظ یا مسیح کے الفاظ جو یوحنا نے لکھے میں دیئے گئے۔ اِسی طرح مسیح ہم سے خُود بات چیت کرتا تھا۔ کیا یہ تجویز کرنا پوری طرح بیہودہ ہے کہ اس لئے یوحنا نے اِن دو سطحی مختلف مقاصد کیلئے کلام کے کلمات کا استعمال کیا۔ لیکن اب اشاروں کی فہرست کو جاری رکھتے ہیں۔

اِن اشاروں کی ایک اور قسم بنائی جا سکتی ہے جہاں کسی خاص جملے کا حوالہ نہیں دیا گیا بلکہ پچھلے بولے گئے جملے کی طرف واضح اشارہ دیا گیا ہے۔ یوحنا ۵:۲۴ کہتا ہے یسوع نے کہا "وہ جو میرے لفظ (لوگوز) سنتا ہے اور اس پر ایمان لاتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہمیشہ کی زندگی پائے گا"۔ یہ کلمات "وہ جو میرے الفاظ سنتا ہے" کو پوری طرح ترجمہ کیا جا سکتا ہے "وہ جو میرے عقائد سنتا ہے" اور اس کا تجزیہ کیا جا سکتا ہے کہ "وہ جو میرے عقائد اور تعلیم کو قبول کرتا ہے"۔ اِسی باب کی آیت ۳۸ کہتی ہے "تُم اس کا کلام اپنے باطن میں قائم نہیں رکھتے اِس لئے کہ تم اُس کے بھیجے ہوئے کا یقین نہیں کرتے"۔ یہ آیت اُس نوشتے یا تعلیم کی طرف بھی اشارہ کرتی ہے جو یسوع دیتا رہا تھا۔ یوحنا ۸:۳۱ اور ۳۷ بالکل ایک جیسی ہیں۔ پس یوحنا ۸:۴۳ میں لوگوز اور لالیا کے درمیان اضافی مشابہت ہے۔ اس بعد میں آنے والے لفظ کا مطلب تقریر یا گفتگو ہے۔ اِس کا ترجمہ ہو سکتا ہے کہ "کیوں تُم میری گفتگو کو نہیں سمجھتے؟ کیونکہ تُم میرے کلام کو سنتے (قبول کرتے یا سمجھتے) نہیں"۔ آیات ۵۱ اور ۵۲ بھی یسوع کی تعلیم کا حوالہ دینے کیلئے لوگوز کا استعمال کرتے ہیں: "اگر کوئی میرے کلام پر عمل کرے تو وہ ابداً کبھی موت نہ دیکھے گا"۔ تین آیات نیچے یسوع اپنا موازنہ زمین پر فریسیوں سے کرتا ہے کہ وہ یسوع خدا کے لوگوز قائم کرتا ہے۔

اِن آیات کے ساتھ ساتھ جن میں کلام کے کلمات یسوع کی تعلیم کا حوالہ دیتے ہیں یوحنا ۱۰:۳۵ پرانے عہدنامے کی پیشن گوئی کے انتخاب کیلئے کلام کا استعمال کرتا ہے۔ انبیاء آدمی تھے جن پر خدا کا کلام ظاہر ہوا اور یہ کلام جیسا کہ انجیل میں لکھا ہے چرایا نہیں جا سکتا۔ یہ اب تک پہلی آیت ہے جو لوگوز کا پرانے عہدنامے میں لکھے گئے الفاظ کے ساتھ ربط کا حوالہ دیتی ہے۔ یہ سوچ اہمیت کی حامل ہے کہ کلام ایسی چیز ہے جو کسی برسل، جھلی نما کاغذ یا قلم پر لکھا جا سکتا ہے صرف اِس لئے کہ یہ درمیانی راستہ نکالنے والے ماہرِ دینیات کیلئے بہت ہی بے ذائقہ ہے۔

اس آخری ایک سے پہلے پہرے میں کلام کا موازنہ الفاظ سے کیا گیا کہ نہ ایسے ہی لکھے گئے نہ ہی محض الفاظ بلکہ بولے گئے الفاظ۔ یوحنا ۱۲:۴۸ کلام کی پہچان رہنماتا یا ایسے الفاظ کے ساتھ کراتا ہے۔ یہ پہر پڑھا جاتا ہے "جو مجھے حقیر جانتا (یا مجھے کنارے لگاتا ہے) اور میری باتوں (رہنماتا) کا یقین

نہیں کرتا۔ اُس کا ایک فتویٰ لگانے والا ہے۔ کلام جو میں نے کہا ہے وہی کلام یومِ آخر میں اُس کیلئے فتویٰ ہوگا"۔ اس بات کو ذہن میں رکھیں کلام ایسی چیز ہے جو بولی جائے اِس لئے قدرتی طور پر الفاظ پر مشتمل ہوتی ہے۔

اگر ان آیات کی ترتیب تمہیں اکتاہٹ کا شکار کرے تو جان لو کہ یہ آخر کار بہت وسیع ہے اور کلام یا نوشتہ کی مزمت کرنے والے کیلئے کوئی جگہ باقی نہیں رہتی۔ یوحنا ۱۴: ۲۳ تا ۲۴ کہتا ہے " اگر کوئی مجھ سے پیار کرتا ہے تو میرے کلام پر عمل کرے۔۔۔۔ جو مجھے پیار نہیں کرتا وہ میری باتوں (جمع) پر عمل نہیں کرتا۔ اور جو کلام تم سنتے ہو وہ میرا نہیں بلکہ باپ کا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے" واحد اور جمع کے سننے اور اِس لئے کہنے کا یہ میلاپ دلیل کی حیثیت پیش کرتی ہے۔

کچھ بنیاد پرستوں نے آزاد لوگوں کی ہم کشی کو بھی قبول کر چکے ہیں ہمیں صبر کے ساتھ فہرست سے گزرنا چاہئے۔ یوحنا ۱۵: ۳ میں ہے " اب تم اس کلام کے سبب سے جو میں نے تم سے کیا ہے پاک ہو گئے ہو"۔ یوحنا ۱۷: ۶ اور ۱۴ کا ضرور حوالہ دینا چاہئے۔ آیت ۷ کہتی ہے کہ خدا کا کلام سچائی ہے۔ اور اسی باب کی آیت ۲۰ میں کلام مستقبل میں شاگردوں کی تعلیم کا حوالہ دیتا ہے۔

یوحنا کی انجیل میں کلام کے استعمال کی ایک مکمل فہرست بنانے کیلئے ہمیں صرف یوحنا ۱: ۱ اور ۱۴ کا اضافہ کرنا ہے۔ شروعات میں کلمہ تھا، وجوہات، نوشتے، ذہن، خدا کا کلمہ۔ خدا کا کلمہ خدا ہے۔ یہ کلمہ مجسد ہوا اور ہم نے فضل اور سچائی کا جلال دیکھا۔

۲ جدید مذہبی تعلیم نے عام طور پر کلام اور ریما تا میں فرق واضح کی ہے۔ کلام اور الفاظ۔ کلام ایک لحاظ سے آسمانی ہے۔ اگر اس میں موجود ہے یا کسی طرح بائبل کا شاشی ہے۔ بائبل "قابلِ اعتبار" ہے بے شک کامل نہیں ہے۔ تو پھر کیسے جھوٹے بیانات قابلِ اعتبار ہو سکتے ہیں فراخ دل اس کی تفصیل نہیں دے سکتے۔ اُن کے لئے کلام کو قبول کرنا ذہنی اطمینان کے بغیر ایک روحانی تجربہ ہے۔ باتیں دوسری طرف انسانی، غیر کامل اور زرضی ہیں۔ خدا کی مافوق الفطرت سچائی انسانی سچائی سے یکسر مختلف ہے کہ یہ کسی نقطہ پر بھی اکٹھے نہیں ہوتے۔ اور نہ ہی قدرتِ کاملہ کے پاس طاقت ہے کہ اسے انسانی زبان میں بیان کر سکے۔ اِس لئے باتیں اور خیالات نہ فہم چیزوں کیلئے محض نشان ہیں۔

مُدون کی یادداشت:

بہت سے مبینہ روایتی اِسی جیسے نظریات رکھتے ہیں جیسے کہ موجودہ پیرے میں بیان کئے گئے۔ وہ کہتے ہیں کہ انسان کیونکہ محدود اور گنہگار ہے اِس لئے الہامی سچائی کو نہیں جانتا بلکہ زیادہ سے زیادہ اس سے ملتی جلتی۔

لیکن مسیح نے اِس کی تردید کی۔ یوحنا باب ۱۷ میں وہ کہتا ہے "میں نے تیرے نام کو ان آدمیوں پر ظاہر کیا ہے۔ جو تُو نے دُنیا میں سے مجھے دئے ہیں وہ تیرے تھے اور تُو نے انہیں مجھے دیا اور انہوں نے تیرے کلام پر عمل کیا ہے۔ اب وہ جان گئے ہیں کہ جو کچھ تو نے مجھے دیا ہے وہ سب تجھ ہی سے ہے کیونکہ جو باتیں تو نے مجھے دی ہیں وہ میں نے اُن کو دی ہیں اور انہوں نے قبول کر لی ہیں اور انہوں نے سچ جان لیا ہے کہ میں تجھ سے نکلا ہوں اور ایمان لائے ہیں کہ تو نے مجھے بھیجا ہے۔۔۔۔ میں نے تیرا کلام انہیں دیا ہے۔۔۔۔ سچائی کے وسیلے سے ان کو مقدس کر۔ تیرا کلام سچائی ہی ہے۔"

یسوع مسیح آسمانی انسان جو خدا اور آدمی کے درمیان ثالثی ہے اس نے ہمیں حقیقی باتیں بتائیں جو اس نے باپ سے حاصل کیں۔ مسیح نے کامل طور پر آسمانی باتیں انسان کو بتائیں۔ خدا کی طرف سے آدمی کیلئے ایک لفظ بھی ضائع نہیں ہوا۔

جو کہتے ہیں کہ آدمی روحانی سچائی سے صرف ملتی جلتی چیز کو جان سکتے ہیں اور نہ روحانی سچائی کو وہ انجیل اور مسیح کی باتوں سے انکار کرتے ہیں۔ اُن کے نظریات بنیادی طور پر مسیح کش ہیں۔ وہ آدمیوں کے زیرِ اثر ہیں جیسا کہ ہرمن دوی ویرد، ہرمن بیوعک اور کرنیلیس وین ٹل۔ تجدید دینیات کی وہ شاخ جو پہلے سے دوسرے تصورات میں مرتد ہے اب یونائیٹڈ سٹیٹ میں مرتد ہو رہی ہے۔

ایمان تجاویز پر یقین کا نام ہے:

انجیل کے واضح اور مستقل بیانات کے لحاظ سے یہ عجیب وغریب بات ہے کہ کوئی جو اپنے اب کو روایتی یا ثابت قدم سمجھتا ہے وہ ایمان یا یقین کو کم کرے۔ اور اِس کے متبادل کچھ جذباتی یا عارفانہ تجربات ظاہر کرے۔ دو ممکنہ تشریحات کی تجویز دی جا سکتی ہے۔ پہلی یہ کہ یہ لوگ پولوس نبی کی شاہدار تبدیلی سے بہت محظوظ ہوئے اور یہ سوچتے ہیں کہ تمام تبدیلیاں اس قسم سے ملتی ہیں۔ یہ نظریہ منطقی طور پر ٹھیک نہیں ہو سکتا۔ پہلے تو ایذا دینے والا اپنی دمشق کی راہ میں بدلا نہیں تھا: مسیح اُس پر ظاہر ہوا (اپنے دوبارہ زندہ ہونے کا گواہ بنانے کیلئے) "اِس لئے تجھ پر ظاہر ہوا ہوں کہ تجھے ان باتوں کا خادم اور گواہ ٹھہراؤں جو تُو نے دیکھی ہیں اور جو میں تجھے دکھایا کروں گا میں تجھے اِس اُمت سے غیر قوموں سے بھی بچاتا رہوں گا جنکے پاس میں تجھے اب اس لئے بھیجتا ہوں کہ انکی آنکھیں کھول دے۔۔۔۔۔۔" (اعمال۲۶ ۱۵: ۱۸)۔ اِس طرح کی نبوت کی مقرری ہر بدلاؤ کیلئے ضروری طریقہ نہیں ہے۔ درحقیقت یہ ہر نبی کیلئے بھی طریقہ نہیں ہے۔ گیارہ اور بھی تھے۔ کون اپنے بدلاؤ کیلئے درخواست کرتا ہے؟ اُن کے بدلاؤ کے تجربات محفوظ نہیں کئے گئے اور بہت سے اور بدلاؤ جو محفوظ کئے گئے پولوس سے اور آپس میں بھی فرق رکھتے ہیں۔ اِس لئے ہر کسی کے بدلاؤ کو ونچے معیار کا سمجھنا غلط ہے۔

ایمان اور یقین کی عجیب وغریب بدنامی کی دوسری ممکنہ تشریح رومانوی انداز ہے جو کہ "تجربے" میں حیاتی جھول ہے۔ پس وہ لوگ جن پر خوشی کا وجد اور مایوسی کی گہرائی طاری نہیں ہوتی اُنہیں مسیحی تجربے سے محروم کہا جاتا ہے۔ لیکن ایسے نظریات یوحنا کے بجائے کافر گوئٹے میں عام ہے۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ رومانیت قدرتی صلاحیت پیدا کر کے بہتر سوچنے کا اہلیت کا فائدہ دیتی ہے۔ خاص طور پر کسی کی اپنی ذہنی زندگی کے بارے میں سوچنے کا (میں تجربہ نہیں کہوں گا) یہ لوگ درحقیقت ایمان رکھتے ہیں۔ اِن میں سے بہت سے ایمان رکھتے ہیں کہ بائبل خدا کا کلام ہے اور مسیح کی موت محض ایک قربانی تھی۔ لیکن کیونکہ اُنہوں نے بہت کم پڑھا ہوتا ہے ان کی تعلیم چند بنیادی باتوں تک محدود ہوتی ہے۔ اور کیونکہ وہ خیال کرتے ہیں پادریوں اور انجیل نویسوں کے فرائض بہت زیادہ اور بھاری ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انکی تعلیم محدود ہونے کی وجہ سے ناکافی ہوتی ہے اور وہ اپنی مختصر سوچ سے نتائج اخذ کرتے ہیں۔ ان کی یہ سوچ اور ایمان ناکافی ہوتا ہے۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے اپنے رویے پر ان کی تھوڑے سے ایمان کے اثرات کا اندازہ لگانا ان کی ناکامی ہے۔ جیسا ایک آدمی سوچتا ہے وہ ویسا ہی ہوتا ہے۔ دل کے ذریعے۔ ہم آگے آنے والے صفحات پر دیکھیں گے کہ دل کا مطلب ذہن اور سوچ ہے۔ یہ زندگی کے موضوعات ہیں۔ اگر ایک آدمی کہتا ہے کہ وہ ایمان رکھتا ہے لیکن اعمال نہیں ہیں تو ہم نتیجہ اخذ کریں گے کہ وہ ایمان نہیں رکھتا۔ عمل خاص طور پر باقاعدہ عمل غیر کامل آدمیوں کی منافقت جاننے کا بہترین اصول ہے۔ کہ وہ آدمی کس پر ایمان، حقیقی ایمان رکھتا ہے اُس کی زندگی سے ظاہر ہوتا ہے بے شک وہ اِس کے اُلٹ ہی کہتا ہو۔ اِس لئے اِن مشہور انجیل نویسوں نے اپنے عمل سے ظاہر کیا کہ وہ کن چیزوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ اُن کا مرکزی شعور اُن کے اعمال کو قابو کرتا تھا جہاں تک اُن کا مرکز پہنچ سکتا تھا۔ لیکن کیونکہ وہ مرکزیت کا شکار تھے اور اُن کے پاس کم شعوری صلاحیت تھی کہ وہ جان سکیں کہ اُن کو شعوری ایمان کیسے قابو کرتا ہے اِس لئے تعلیم کم پڑ گئی اور وہ رومانیت میں پناہ گزیر ہوئے۔

اِس باب کے ان ابتدائی کلمات میں انجیلی کلمے دِل کے معنی دیکھے گئے۔ ایمان اور یقین پر روشنی ڈالی گئی۔ حتیٰ کہ ان ابتدائی ترغیب کے علاوہ ایمن کی حفاظت کی اصل دینیات کی اہم تقسیم ہے۔ اِس لئے ہر کسی کو انتہائی غور سے دیکھنا چاہیئے کہ یوحنا کی انجیل اس مضمون پر کیا کہتی ہے۔

اگرچہ یوحنا نے کبھی اپنی انجیل میں ایمان (ملر) کا اسم استعمال نہیں کیا اور صرف ایک بار اپنے خطوط میں۔ اُس نے یقین کے فعل کو کثرت سے پھیلایا تقریباً ایک سو بار۔ اِس کے زیادہ استعمال کو اس کے مقصد کے لحاظ سے دو اقسام میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ پہلا مقصد اسم یا اسم اشارہ جو حرف

جار کی مدد سے کام کرتا ہے۔ دوسرا مقصد مرکب تام ہے۔ بعض اوقات اسم کے طور پر حرف جار کے بغیر موجود ہوتا ہے۔ اور ایسی بھی مثالیں ہیں جہاں اس کا مقصد بیان نہیں کیا جا سکتا۔

اسم کا مقصد کے ساتھ استعمال آزادی پسند ذہن کو مدد دیتا نظر آتا ہے کہ مسیحی ایک ذات پر یقین کریں نہ کہ نوشتے پر۔ وہ کہتے ہیں کہ خدا کوئی چیز، کوئی معلومات یا نوشتہ ظاہر نہیں کرتا۔ وہ اپنے آپ کو ظاہر کرتا ہے۔ یقیناً جدید ماہر دینیات انجیل کی باتوں پر ذرا احتیاط کرتے ہیں اور وہ کیونکر یقین کا اسم کے ساتھ استعمال قبول کریں گے جبکہ انجیل کی کئی دوسری باتوں کو نظر انداز کرتے ہیں۔ یہ وہ ہے جس کی وہ تشریح نہیں کر سکتے۔ تاہم ایک روایتی، ایک منادا یک وہ جس کے اصول صرف انجیل میں ہیں آزادی کی بحث میں پڑے بغیر ان الفاظ کا اور ان کے استعمال کا ظاہر و مشاہدہ کرے گا۔

اسم کے مقاصد کی بہت سی مثالوں میں سے مندرجہ ذیل بہت اہم ہیں۔ یوحنا باب ا آیت ۱۲، باب ۲ آیت ۲۳ اور باب ۳ آیت ۱۸ یہ الفاظ رکھتی ہے کہ ''اُس کے نام پر ایمان لاؤ'' جب تک فہرست ختم ہوتی ہے اس کے استعمال کو پیچھے چھوڑ دیا گیا ہے۔ لیکن کوئی اندازہ لگا سکتا ہے کہ کیسے عبرانیوں اور غیر ہلانسک کے نام کا حوالہ ہے۔ یہ لکھت ''اُس پر ایمان لاؤ'' یوحنا باب ۲ آیت ۱۱، باب ۳ آیت ۱۵، باب ۳ آیت ۱۸، باب ۴ آیت ۳۹، باب ۶ آیت ۲۹، باب ۶ آیت ۳۵، باب ۶ آیت ۴۰ اور باب ۱۶ آیت ۹ میں ملتی ہے۔ ''بیٹے پر یمان لاؤ'' (یسوع پر) یوحنا باب ۳ آیت ۳۶، باب ۹ آیت ۳۵ اور باب ۱۲ آیت ۱۱ میں موجود ہے۔ ایسی بھی مثالیں موجود ہیں جہاں اسم اور اسم اشارہ حرف جار کے بغیر صرف ضمیر دان عنصر ہیں۔ اسم اشارہ یوحنا باب ۴ آیت ۲۱، باب ۵ آیت ۴۶، باب ۸ آیات ۴۵ ۴۶ اور باب ۱۰ آیت ۳۷ میں 'مجھ' ہے۔ یہ اندراج مکمل نہیں ہے لیکن یہ اہم ہے اور موجودہ مقصد کو پورا کرے گا۔

موجودہ مقصد یہ ہے کہ یہ اسم اور اسم اشارہ زبان کی حالتیں ہیں جن کو استعمال کرنے سے ایمان لانے کے بیان کی وضاحت کئے بغیر ہی لکھت سادہ ہوتی ہے۔ یوحنا باب ۴ آیت ۲۱ میں واضح ہے ''بی بی میری باتوں پر یقین کرو'' اس معاملے میں ایمان لانے کی تجویز کی وضاحت کی گئی ہے ''بی بی میری باتوں کا یقین کرو کہ وہ وقت آتا ہے جب۔۔۔'' یسوع کی ذات پر ایمان لانے اور اُس کے کہے پر ایمان لانے میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اسی طرح یوحنا باب ۵ آیت ۴۶ موازنہ کرتی ہے ''موسیٰ کا یقین کرتے'' (تجویز کے بغیر ضمیر دان عنصر) اور مجھ پر ایمان لانے' کا۔ ان دونوں معاملات میں ایمان لانے کا مقصد لفظوں کے بغیر ذات پر نہیں ہے بلکہ کسی کے لفظوں پر ہے۔ یوحنا باب ۸ آیات ۴۵، ۴۶ میں موجود 'میں' اُس سچائی کا حوالہ دیتی ہے جو میں کہہ رہا ہوں۔ باب ۱۰ آیت ۳۷ 'میرا یقین نہ کرو' کا مطلب ہے ''جو میں کہتا ہوں اُس کا یقین نہ کرو''۔ یہی وضاحت باب ۵ آیت ۳۸ اور باب ۸ آیت ۳۱ کیلئے ہے۔ دونوں معاملات میں ایک واضح کلام کا حوالہ دیا گیا ہے۔

حرفِ جار اُس کو استعمال کرنے والی مثالیں ہمیشہ واضح نہیں ہوتیں لیکن واضح طور پر جو کہا گیا یہ اُس کی تردید نہیں کرتیں۔ مثال کے طور پر ''وہ جو اُس کے نام پر ایمان رکھتے ہیں'' (باب ا آیت ۱۲)؛ ''بہت سے اُس کے نام پر ایمان لائے''؛ اور ''وہ خدا کے اکلوتے بیٹے پر ایمان نہیں رکھتا تھا'' (باب ۳ آیت ۱۸) یہ تمام مثالیں پرانے عہد نامے کے حالات کے ساتھ یہ ظاہر کرتی ہیں کہ یسوع نے کیا بتایا کہ کس پر یقین کرو یا نہ کرو۔ اگر باب ۲ کی آیات ۲۳ اور ۲۲ کو جوڑا جا سکتا ہے (یہ بالکل ایک ہی جگہ ہے۔ قلعہ اور وقت بھی زیادہ بعد کا نہیں) پرانے حالات زبور ۶۹ آیت ۹ میں ہیں اور یسوع کے اپنے الفاظ ہیں۔ اُس کا قلعے کا صاف کرنے کا عمل بہت سوں کے ایمان لانے کی وجہ بنا۔

فعل ایمان کی دوسری قسم تجویزی مقصد رکھتی ہے جو لکھت میں واضح ہے۔ اُن معاملات کا حساب لگائے بغیر جہاں مقصد واضح طور پر تجویز ہے حالانکہ وضاحت نہیں دی گئی سارے میں سے ۲۵ فیصد ایمان لانے کی مثالیں اپنے اندر تجاویز رکھتی ہیں جو پوری طرح لکھی گئی ہیں۔ پہلی آیت باب ۲ آیت ۲۲ میں موجود ہے۔ جس میں ایمان لانے کی تجویز نہیں ہے۔ وہ آگے بڑھنے کے عمل میں ہے۔ شاگرد زبور ۶۹ آیت ۹ اور یسوع نے جو الفاظ یہودیوں

سے کہے اُس پر ایمان لائے۔

دوسری آیات باب ۳ آیت ۱۲ بھی اس مضمون کی واضح تجویز مہیا کرتی ہے۔ یسوع نے نیکودیمس سے کہا،" جب میں نے تم سے زمین کی باتیں (جیسے کہ نیا جنم اور روح کا انسان پر اثر) کہیں اور تم نے یقین نہیں کیا، پھر اگر میں تم سے آسمان کی باتیں کہوں تو تم کیسے یقین کرو گے (جیسے کہ بیٹے اور خدا کی محبت و تعلق کی ابدی نسل کے اصول)؟ کلام کا دوسرا مجموعہ یقیناً نہیں دیا گیا: پہلا مجموعہ گزشتہ گفتگو کی واضح معلومات تشکیل دیتا ہے۔

تیسری آیات باب ۴ آیت ۲۱ کا بھی پہلے حوالہ دیا گیا ہے، خود تجاویز پر مشتمل ہے۔ یوحنا ۴ آیت ۴۱، ۵۰ دونوں میں اسم کا مقصد لفظ اور الفاظ ہیں: لیکن کلام مضمون میں واضح ہے۔ باب ۵ آیت ۴۷ میں اس طرح کی دو مثالیں ہیں۔ موسیٰ کی تحریروں کا حوالہ نہیں دیا گیا بلکہ یسوع کے الفاظ موجودہ آیات میں موجود ہیں۔

یوحنا باب ۶ آیت ۶۹ کہتی ہے کہ "ہم ایمان لائے اور جانتے ہیں کہ تو ہی خدا کا قدوس ہے"۔ یوحنا باب ۸ آیت ۲۴ میں کہتے ہیں "تمہیں یقین نہیں ہے کہ میں وہ ہی ہوں (یہواہ یا جس کا میں نے دعوی کیا)"۔ یوحنا باب ۹ آیت ۱۸ میں کہا گیا کہ "یہودیوں کو یقین نہیں کرتے کہ وہ اندھے تھے" یوحنا باب ۱۰ آیات ۲۵، ۲۶ کے مطابق "میں تمہیں بتا چکا ہوں (میں مسیح ہوں) لیکن تم تو میرا یقین ہی نہیں کرتے جو معجزے میں اپنے باپ کے نام سے کرتا ہوں وہ ہی میرے گواہ ہیں (کہ میں مسیح ہوں) لیکن تم تو یقین ہی نہیں کرتے۔ یوحنا باب ۱۱ آیات ۲۶ تا ۲۷ کے مطابق" جو کوئی زندہ ہے اور مجھ پر ایمان لاتا ہے وہ ابد تک کبھی نہ مرے گا کیا تُو اس (کلام) پر ایمان لاتی ہے؟ ہاں اَے خُداوند میں ایمان لا چکی ہوں کہ تو مسیح ابنِ خدا ہے جو دُنیا میں آنے والا تھا"۔ یوحنا باب ۱۱ آیت ۴۲ میں یسوع نے بلند آواز سے کہا" اس لئے کہ لوگ ایمان لائیں کہ تُو نے مجھے بھیجا ہے"۔ لیکن اضافی باب ۱۲ آیت ۳۸، ۴۷؛ باب ۱۳ آیت ۱۹؛ باب ۱۴ آیت ۱۰، ۱۱، ۲۹؛ باب ۱۶ آیت ۲۷، ۳۰؛ باب ۱۷ آیت ۸، ۲۱؛ باب ۱۹ آیت ۳۵ اور باب ۲۰ آیت ۳۱ کیوں اکتا دینے والے حوالے ہیں۔

نتیجہ یہ نکلا کہ فعل یقین (پسٹیو) کسی چیز کیلئے مرکب تام یا بیان ہے لیکن یہ یقین کا بنیادی مطلب ہے۔ ادبی اصطلاح میں کوئی کہہ سکتا ہے کہ کوئی کسی شخص پر یقین رکھتا ہے لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اُس کے الفاظ پر یقین رکھتا ہے۔ یقین اور ایمان کا فوری اور صحیح مقصد سچائی ہے (یا جُھوٹ) یہ ایک مطلب ہے۔ کچھ الفاظ کا شعوری حصہ ہے اور اس شعوری حصے کو بیان کیا گیا۔

یہ ممکن ہوسکتا ہے کہ کنگ جیمز کا مضمون شعورکشی میں تھوڑا سا حصہ ڈال رہا ہے۔ جرمن میں یونانی فعل پسٹیو کا ترجمہ "گلوبن" ہے اور اسم "ڈرگلوبی" یعنی یقین۔ اس لئے جرمن میں متی باب ۹ آیت ۲۲ "تو کنٹر ڈین گلوبی ہیٹ ڈرگیہولفن" ہے۔ اور متی باب ۶ آیت ۳۰ ہے "اوہر لینگلو بگن"۔ لیکن انگریزی میں یونانی فعل یقین اور اس کے لاطینی اسم کا تعلق اس اسم کے ترجمہ یقین کی بجائے ایمان میں چھپا ہوا ہے۔

لاطینی زبان دینیات کے لئے نا قابلِ اعتراض مفید نہیں رہی ہے۔ ڈیکایو کا ترجمہ صرف کرنا کیا گیا۔ اور اس طرح نئے عہدنامے کا کلام تلاش یا لفظ حاصل کرنے کا مطلب حق لیا گیا۔ جس کا نتیجہ تھا ایک رحمت کا نچھاور ہونے کا نظریہ جو کہ لوتھر اور تجدید کے وقت تک نجات کے طریقے میں چھپی ہوئی تھی۔ اس لئے کیا ہی بہتر ہوتا اگر کنگ جیمز ایمان کے لفظ کو نکال دیتا اور یقین کے اصلی مطلب پر روشنی ڈالتا۔

عقیدہ اور ایمان ہمیں اختیار دیتے ہیں اگر چہ وہ ضروری قرار نہیں دیتے ایک لاشعوری سمجھ ہے کہ آج کل آزاد لوگ دیوتاؤں پر ایمان لانا چاہتے ہیں جو جان نہیں سکتے اور خاموش ہیں وہ ایمان لانے کیلئے ہمیں کوئی بھی معلومات دینے سے قاصر ہیں۔ اسم عقیدے کی عطا کی گئی یہ لاطینی شعورکشی تمام خوشی کی بشارت کو نقصان پہنچاتی ہے اور انجیل کی تعلیم کو بے فائدہ بناتی ہے۔ اگر چہ ماہرِ دینیات نے سولھویں اور سترھویں صدی کی شعورکشی کو نظر انداز کر دیا لیکن لاطینی ثقافت نے اُن کے کچھ نظریات کو بُری طرح متاثر کیا۔ اِس پہلے مواد پر بات چیت کرنے سے پہلے ہمیں ایک دفعہ ضرور لکھت پر اچھی طرح غور کرنا چاہیئے کہ چند بیانات پر ایمان لانے کے کیا اثرات ہیں۔

پڑھائی کا یہ حصہ فعل کے قواعد زبان کے حصے کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتا۔ پہلے سے نکالے گئے نتیجے پر اعتماد کیا جاتا ہے۔ کہ اسم یا اسم اشارہ کے حصے ادا

کیے گئے بیانات کی تسہیل زباندانی ہے۔ کسی کی ذات پر یقین کرنے کا مطلب اُس کے کہے پر یقین کرنا ہے۔

پہلا معاملہ یوحنا باب ۱ آیت ۱۲ پیش کرتی ہے کہ جتنوں نے اُسے کے نام کو قبول کیا خدا نے اُنہیں اقتدار بخشا کہ وہ خدا کے فرزند بنیں۔ یہ الفاظ کہ "اُس کے نام کو" میں اس کا مطلب المسیح اور خداوند کے کردار کی حیثیت سے لیتا ہوں۔ جو کوئی پرانے عہدنامے کی اس پیشن گوئی پر یقین رکھتا ہے کہ یسوع المسیح ہے وہ خدا کا فرزند بننے کا اختیار رکھتا ہے۔

یہی نظریہ یوحنا باب ۳ آیت ۱۵، ۳۶ میں پایا جاتا ہے۔ جو کوئی یسوع پر ایمان لائے کہ وہ المسیح ہے ہمیشہ کی زندگی پائے گا۔ یہی گفتگو آیت ۱۸ میں کی گئی ہے۔ کہ اسم کا مقصد یا کہنا کہ "اُس کے نام میں" کا یہی مطلب ہے جو باب ۵ آیت ۲۴ میں بھی واضح ہے کہ جو شخص یسوع کا کلام سنتا ہے اور ایمان لاتا ہے کہ باپ نے اُسے اِس کلام کے ساتھ بھیجا ہے ہمیشہ کی زندگی پائے گا اور بلکہ وہ موت میں سے زندگی میں داخل ہو گیا ہے۔

یقین رکھیں کہ ایک عام عقلی یقین ہے کہ ایک دوبارہ زندہ نہ کیا گیا آدمی اس کو نہیں بچا سکتا۔ یہ مشکل یقین میں نہیں ہے بلکہ اس حقیقت میں کہ دوبارہ زندہ نہ کیا گیا۔

آدمی ضروری بیانات پر یقین کرنے کے ناقابل ہے۔ جیسا کہ یوحنا باب ۱۲ آیات ۳۹، ۴۰ میں لکھا ہے "وہ ایمان نہیں لا سکتے کیونکہ ۔۔۔۔۔ اُس نے اُن کی آنکھوں کو نابینا اور اُن کے دلوں کو سخت کر دیا ہے"۔ اگر خدا اُن کی آنکھوں کو کھول دے اور اُن کے پتھر کے دلوں کو گوشت کے دلوں سے بدل ڈالے تو وہ انجیل کے پیغام کو قبول کریں گے اور موت سے زندگی میں داخل ہو جائیں گے۔ یہ ہمیشہ کی زندگی میں دوبارہ زندہ کیا جانا ہے جو کہ شعوری ایمان کا باعث بنے گا۔ پس نوشتوں کا قبول کرنا دوبارہ زندہ کئے جانے اور ہمیشہ کی زندگی رکھنے کی علامت ہے۔

دوبارہ یوحنا ۶ باب ۴۰، ۴۷ کے مطابق "ہر ایک جو بیٹے کو دیکھتا ہے اور اُس پر ایمان لاتا ہے ہمیشہ کی زندگی پائے گا۔۔۔ میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں جو ایمان لاتا ہے وہ ہمیشہ کی زندگی رکھتا ہے"۔ اِسی طرح کی کہاوتیں باب ۷ آیت ۳۸، باب ۸ آیت ۱۲ اور باب ۱۱ آیت ۲۵ میں ملتی ہیں۔

مزید واضح آیات مندرجہ ذیل ہیں۔ یوحنا باب ۸ آیت ۲۴ معاملے کو شدت دیتی ہے: "اگر تم ایمان نہیں لاؤ گے کہ میں (یہوواہ مسیحا) ہوں تو تم اپنے گناہوں میں مرو گے"۔ اِس شدت کی طاقت اہمیت کی حامل ہے۔ یہ بیان کہ "تمام ایماندار ہمیشہ کی زندگی رکھتے ہیں" کا مطلب یہ نہیں کہ تمام غیر ایماندار ہمیشہ کی زندگی نہیں رکھتے۔ اس جیسا اصول ٹھیک نہیں ہے ایسی ہی ایک مثال روزنامہ میں ملتی ہے: یہ بیان کہ "تمام مددگار رہائشی ہیں" اِس کا مطلب یہ نہیں کہ "تمام غیر مددگار رہائشی نہیں ہیں"۔ اِس لئے یہ سادہ بیان کہ "تمام ایماندار محفوظ ہیں" اِس بات کو ممکن بناتی ہے کہ چند غیر ایماندار بھی محفوظ ہیں۔ ایمان بے شک ہمیشہ کی زندگی کا بہترین ثبوت ہے لیکن اس کے اُلٹ کے متعلق مزید معلومات کے بغیر۔ کوئی اور چیز بھی ہمیشہ کی زندگی کا ثبوت ہو سکتی ہے۔ یہ وجوہات کا بنیادی سبق اِس منفی بیان کی وضاحت کو اُبھارتا ہے کہ اگر تم ایمان نہیں لاتے تو تم اپنے گناہوں میں مرو گے۔ تمام ایماندار محفوظ ہیں اور جو تمام محفوظ ہیں ایماندار کہلاتے ہیں۔

یوحنا باب ۱۰ آیات ۲۵ تا ۲۸ کہتی ہیں "تم اِس لئے میرا یقین نہیں کرتے کیونکہ تم میری بھیڑوں میں سے نہیں ہو۔ میری بھیڑیں میری آواز سنتی ہیں۔۔۔۔ میں اُنہیں ہمیشہ کی زندگی بخشتا ہوں" یہ بیان کرتی ہے کہ منفی اور مثبت دونوں تجاویز ضروری ہیں اور منفی تجویز باب ۱۶ آیت ۹ میں لاگو ہے "وہ گناہ کی دنیا کو مجرم ٹھہرائے گا۔۔۔ کیونکہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لاتے"۔ پھر اگر کوئی خیال کرتا ہے کہ خدا مذہبی دُعا کا فیصلہ کرتا ہے اِس کا مثبت بیان باب ۷ آیات ۸ تا ۱۰، ۱۶ تا ۱۷، ۲۰ تا ۲۲ اور ۲۶ میں لاگو ہوتا ہے۔

یاد رکھو کہ یوحنا نے کبھی عارفانہ تجربے کی نشاندہی نہیں کی۔ اُس نے کبھی نہیں کہا کہ ہمیں باتوں یا نوشتوں سے ہٹ کر کسی لکھت کے پیچھے چلنا چاہیئے۔ اُس نے بار بار کہا ہے کہ اگر تم ایمان رکھتے ہو تو تم بخشے جاؤ گے۔ ایمان ہی سب کچھ ہے۔ درحقیقت یوحنا باب ۲۰ آیت ۳۱ اِس چیز کو بیان کرتی ہے کہ انجیل لکھنے کا کیا مقصد ہے: کہ تم اس لکھے ہوئے پر ایمان لاؤ کہ یسوع ہی المسیح ہے اور تم اس لکھے ہوئے پر ایمان لا کر (نہ کہ کسی اور طریقے

سے) تم اُس کے نام سے زندگی پاؤ گے۔ اگلا سوال یہ ہے کہ ایمان لانے کا کیا مطلب ہے؟ یہ سوال عام طور پر لاطینی میں پوچھا گیا پھر یونانی میں اور اِس طرح سوال ترتیب پایا کہ، ایمان کیا ہے؟ بہت سے ماہر دینیات نے ایمان کے نفسیاتی جائزے پیش کیے۔ سب سے عام احتجاجی جائزہ ہے کہ عقیدہ ڈیٹا، رضامندی اعتماد کا مجموعہ ہے۔ اگر ان تین آخری لاطینی الفاظ کی تشریح کی جا سکتی ہے تو کوئی بھی عقیدے اور ملر یا یقین کا موازنہ کر سکتا ہے کہ اگر وہ مترادف ہوں۔ اگر ان لاطینی کلمات کو واضح طور پر بیان نہیں کیا جا سکتا تو وہ ایمان پر جائزہ مکمل نہیں کر سکتے۔

بائبل کی تعلیم کی وضاحت کے علاوہ کیا بہترین طریقہ ہو سکتا ہے؟ مقدس یوحنا کے علاوہ اگر غور کریں تو رومیوں باب ۱۰ آیت ۹ اور ۱۰ کہتا ہے کہ "اگر تم اپنی زبان سے اقرار کرو کہ یسوع ہی خدا ہے اور دل سے ایمان لاؤ کہ خدا نے اُسے مُردوں میں سے زندہ کیا تو تم نجات حاصل کرو گے"۔ اِس کے پیچھے، اوپر، نیچے کوئی طاقت نہیں ہے صرف یہی طریقہ ہے کہ کہی گئی باتوں پر ایمان لاؤ۔ اِن پر اپنی عقل کے ساتھ ایمان لاؤ تو تم نجات حاصل کرو گے۔ اگر کوئی کہتا ہے کہ کسی اور طرح تو وہ انجیل کے رہنما تا کی تردید کرتا ہے۔